ایک عظیم کتاب
حیات صدر الافاضل
(قدس سرہ)
صدر الافاضل مولینا مفتی محمد نعیم الدین قدس سرہ
ناشر ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم
موچی گیٹ
لاہور

إنما يخشى الله من عباده العلماء

فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب

تذکرہ

المعروف بہ

حیات صدر الافاضل

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی حکیم سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی کے حالات طیبہ کے ساتھ مسلمانوں کی دینی و سیاسی رہنمائی اور دیگر علماء اہلسنت کے مجاہدانہ عظیم کارنامے، علمی و افادی مضامین کا بے مثل خزینہ

مرتبہ

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی ([illegible])

یکے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ، سواد اعظم موچی گیٹ لال کھوہ لاہور

[illegible]

قیمت [illegible] روپے

صورت یہی ہے کہ ہم ترکِ تعاون کی تمام منزلیں طے کرلیں لیکن جس قوت
کے مقابلہ میں یہ اسلحہ تیز کیے جاتے ہیں وہ ان کے تیز ہونے تک
ہمارے ساتھ کیا کرے گی۔ خیر میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ ترکِ
تعاون ممکن ہے یا نہیں اور اگر ہو بھی جائے تو اس کا ہم پر کیا اثر پڑے
گا اور گورنمنٹ پر کیا۔

مسٹر گاندھی میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ ترکِ تعاون کا خیال
مسٹر گاندھی کے دماغ میں مدت دراز سے مرکوز
ہے اُن کے کارنامۂ زندگی سے اس کے دلائل ملیں گے، لیکن وہ اپنے
اس مقصد میں اپنی خواہش کے موافق کامیابی سے محروم رہے ہیں۔

سلطنتِ اسلامیہ کے معاملہ میں عیسائیوں کی زیادتیوں سے جو مسلمانوں
کے جذبات کو صدمے پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں کو ابھار کر اپنے اس
خیال میں شریک کر لینے کا موقع سمجھا اور تھوڑی سی مقبل شرکت کرکے
انہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ مگر عجیب دانائی کے ساتھ انہیں کو اپنے
مقصد میں شریک کیا اپنا ہمنوا اور موافق بھی بنایا اور انہیں کو رہینِ منت
اور ممنونِ احسان بھی کیا اب مسلمان ان کی اس عنایت کے صدمہ میں کہیں
گائے کی قربانی ترک کرتے ہیں کہیں قشقے کھینچتے ہیں کہیں بتوں پر پھول
چڑھاتے ہیں۔ کیسی کیسی خرافات میں مبتلا ہیں۔

اس قدر عرض کر دینا اور بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں کی
رضاجوئی کے لیے قربانی کا ترک حرام۔ شعارِ اسلام ہونے کی وجہ سے
اس کا ترک منع اس کے علاوہ ترکِ قربانی میں ایک سخت جرم ہے
جس کو اسلام گوارا نہیں کر سکتا وہ یہ کہ ہندو گائے کی پرستش

کرتے ہیں بتوں کی طرح گائے اُن کا معبود ہے اس کی قربانی انہیں
راضی کرنے کے لیے چھوڑنا بت پرستی کی اعانت ہے کیا اسلام
اس کو روا رکھ سکتا ہے۔

مسٹر گاندھی کا طرزِ عمل ایک طرف تو مسٹر گاندھی مسلمانوں سے
یہ خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے مطالبات
بالکل بجا ہیں اور تم حق بجانب ہو میں تمہارے ساتھ ہوں دل آزردہ مسلمان
ان الفاظ سے جوش میں آ جاتے ہیں اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مسٹر گاندھی
سلطنتِ اسلامیہ کے مقبوضات واپس دلا دیں گے۔

دوسری طرف مسٹر گاندھی لہجہ بدل کر یہ فرما دیتے ہیں کہ دیکھو خبردار
قانون کے حدود سے باہر قدم نہ رکھنا۔ امن عامہ میں خلل اندازی کرنے سے
باز رہنا۔ میں تمہارے ساتھ نہیں، جس سے وہ گورنمنٹ کو مسلمانوں
کی شوریدہ سری اور قانون شکنی اور امن عامہ میں فساد انگیزی کا ثبوت
دینا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو امن عامہ اور قانون کا حامی ظاہر کرتے ہیں۔
مسلمانوں کا طرزِ عمل تو گورنمنٹ کی نگاہوں میں خراب کر دیا اور اپنے آپ
اِدھر بھی سرخرو رہے اُدھر بھی۔ کیا دانائی ہے۔

مسلمان کیا کریں سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت اور مقاماتِ مقدسہ
کی حمایت و حفاظت کے لیے مسلمان ہر ممکن
تدبیر عمل میں لائیں لیکن اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھیں اپنے آپ کو ہندوؤں
کے ہاتھوں میں نہ دے ڈالیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ اپنی عقل و
حواس کو معطل نہ کریں اپنے ہوش و خرد کو کام میں لائیں۔ نہایت دور اندیشی
کے ساتھ اپنے نیک و بد اپنے انجام و مآل پر نظر ڈالیں۔

بے شک سلطان اسلام اور سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت فرض
ہے لیکن یہاں کے مسلمانوں کی عزت و حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرہ
میں ڈالنا بھی جائز نہیں ہندوستان میں وہ طرزِ عمل اختیار کرنے سے پرہیز
لازم ہے جس سے آئندہ اسلام کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو اور یہاں کے
مسلمان اپنے مذہبی فرائض انجام دینے میں بھی مجبور ہو جائیں لاتلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ ۔ یہ فیضان وطن کی چالوں سے بھی مطمئن رہنا چاہیے
اپنی باگ اپنے ہاتھ میں ہو اپنی تدبیریں اپنی رائے سے کی جائیں ایسی
بے رائی کہ ہر بات میں گاندھی پر نظر ہے کچھ کام نہیں آسکتی فرض کرو
آج گاندھی تمہارے موافق ہیں اور تم ہر مشورے میں ان کی رائے کے محتاج
ہو کل اگر گاندھی کا رنگ بدل جائے تم کیا کرو گے یہ کس قدر افسوس کی
بات ہے کہ تم میں کوئی ایک بھی مدبر نہیں اگر ایسا ہے تو خاموش رہنا چاہیے

گورنمنٹ سے مقابلہ

یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور
بیدار اور آئین ملک داری سے خوب واقف
ہے اور تم اتحاد و جتھے کے کمزور، کمزور کا زبردست سے تصادم ہو تو جو
نتیجہ نکل سکتا ہے وہی ہماری اور گورنمنٹ کی لڑائی کا ہو سکتا ہے ایسی
حالت میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا عاقبت نااندیشی ہے

کیا جہاد فرض ہے

یہ کون کہتا ہے کہ جہاد فرض نہیں آج موقع ہو
تو ترکی کا ملک بزور تلوار واپس لیا جائے
اور مقامات مقدسہ کو اپنی جانیں نثار کر کے محفوظ کیا جائے اللہ اکبر کے
نعرے لگا کر ہاتھ کھڑے ہوں اور دشمنوں کی صفیں الٹ دیں، لیکن اپنی
طاقت کا دیکھنا بھی تو شرط ہے ۔ ہم نے ہتھیار تو خواب میں بھی نہیں

معلوم کر بندوق کدھر سے چلائی جاتی ہے، اپنے اتفاق و اتحاد کا یہ حال
کہ دو شخص ایک خیال پر بھی نہیں ۔ آج بھی جب مقرر پر زور تقریریں کر
کے مجمع کو ہلا دیتے ہیں اور سلطنت اسلامیہ کے درد و غم سے آہ و بکا کا
ایک شور برپا ہو جاتا ہے مگر وہ تقریریں کانوں کے حلق سے نیچے اترتی
ہیں اور کانوں کے دل واقعی رنجیدہ ہوتے ہیں اس کا ثبوت شادی
کے ان جلسوں سے ملتا ہے جو گاجے باجے کے ساتھ آئے دن بازاروں
میں نکالتے رہتے ہیں اور جوش و طرب کی محفلیں رقص و سرود کی مجلسیں
ترتیب دی جاتی ہیں تھیٹروں کے پنڈال مسلمانوں سے لبریز نظر آتے
ہیں کیا انہیں کے قلوب میں سلطنت اسلامیہ کا درد ہے کیا یہی بے چین
اور مضطرب ہیں ایسی حالت میں بجز اس کے کہ ہم اپنی ہستی کو فنا
کر دیں اور کیا کر سکتے ہیں ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب سید عالم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے مکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا کعبہ مقدسہ میں
بت رکھتے تھے اللہ کا حبیب جس کے اشاروں پر چاند سورج پھرتے تھے
اشجار و نباتات تسلیم فرماں تھے ملائکہ کے لشکر امداد کے لیے حاضر
خدمت رہتے تھے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کو آباد کرتا ہے اس وقت
جہاد کا حکم نہیں دیا جاتا تلوار نہیں اٹھائی جاتی اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ جہاد کے لیے اپنی قوت ظاہری کا دیکھنا بھی شرائط میں سے ہے ۔
طاقت نہ ہو تو ایسا خیال غلط و باطل اور اپنی ہستی کو بیکار ضائع کرنا ہے۔
یہ کچھ ترکی کی اعانت نہیں کہ ہم جیل خانوں کو آباد کریں نہ اس سے
سلطنت اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مولانا فاخر قید میں

حضرت مولانا مولوی سید محمد فاخر صاحب